29

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۸ ماہ وفا ۱۳۲۲ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت کے متعلق آج صبح نو بجے فون پر دریافت کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ کل حضور کا ٹمپریچر ½ ۹۸ رہا۔ حضور قریباً دو فرلانگ تک سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اور واپسی پر ٹمپریچر ۹۹ ہو گیا۔ آج صبح ۹۷٫۶ ہے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے ۷ کو دن کے دس بجے جو خط ڈلہوزی سے حضرت مولوی شیر علی صاحب کے نام تحریر کیا۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ کل (۵ ماہ) دن میں گو کھانسی کی شکایت رہی۔ لیکن ٹمپریچر اس وقت بھی جبکہ وقت کہ ۹۹ درجہ ہو جایا کرتا تھا ۹۸٫۶ تھا۔ رانگونٹ اچھی آگئی۔ آج (۶ ماہ) صبح چھ بجے ٹمپریچر ۹۷٫۸ تھا۔ عام طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کیلئے دعا کرتے رہیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

جلد ۳۱ | ۹ ماہ وفا ۱۳۲۲ ھش | ۶ رجب ۱۳۶۲ ھ | ۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء | نمبر ۱۶۰

روزنامہ الفضل قادیان ——— ۶ رجب ۱۳۶۲ھ

تمام دینی و دنیوی خرابیوں کا ”واحد علاج“

ایک گذشتہ پرچہ میں معزز معاصر مدینہ بجنور کے اس سلسلہ مضامین کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ جو وہ ”مسلمانوں کی اصلاح و تعمیر کے اہتمام“ کی غرض سے لکھ رہا ہے۔ اس ضمن میں ایک طویل تمہید کے بعد جس کا سلسلہ کئی ایک اقساط پر ممتد ہے۔ اس نے آخر کار اس تمام خرابی کا ”واحد علاج“ بھی پیش کر دیا ہے۔ جس کا خلاصہ اسی کے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ ”سیاست و معیشت کی وہ غلط کار مشینری جو ساری عفونت اور گندگی کا سرچشمہ بنی ہوئی ہے۔ اسے بالکل بدل دیا جائے۔ بالفاظ دیگر ملک کی ہیئت سیاسیہ پر قبضہ و تصرف کیا جائے۔ اور آج کی پوری عمارت کو توڑ پھوڑ کر اس کی جگہ ایک ایسی صالح و اصلح عمارت تعمیر کی جائے جس کے صرف گنبد و محراب ہی نئے نہ ہوں بلکہ بنیاد کی ہر اینٹ نئی اور بالکل بدلی ہوئی ہو“

بالفاظ دیگر یہ مسلمانوں کو دین و مذہب سے جو تھوڑا بہت لگاؤ اور دلچسپی باقی ہے اور اسے اختیار کر کے اور دوبارہ دینی زندگی کو اسلامی پروگرام کے سانچے میں ڈھال کر پھر ایک بار دنیا میں کامیاب و سربلند ہو سکنے پر جو کم و بیش یقین و ایمان موجود ہے اس سے انکو محروم کر کے سیاست کی پر خار وادی میں مارے مارے پھرنے اور حاکمانہ مشینری کے مقابل پر آکر اپنی رہی سہی طاقت کو برباد کر دینے کا مشورہ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اسے خیر خواہانہ مشورہ نہیں کہا جا سکتا۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سیاسی طور پر طاقت ور ہو کر مسلمان ترقی کر سکتے ہیں۔ وہ خواہ اپنے علم و فضل کے متعلق کیسی اعلیٰ رائے کیوں نہ رکھتے ہوں۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ وہ سخت غلطی پر ہیں۔ بیشک ایک وقت تھا۔ جب مسلمان سیاسی لحاظ سے بھی دنیا میں ایک امتیازی شان رکھتے تھے حاکمانہ اقتدار کے مالک تھے۔ لیکن یہ نتیجہ تھا تعلیم اسلامی پر عمل کرنے کا۔ اور یہ انعام تھا خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخلصانہ اور صدقدلانہ اطاعت کا۔ ان کے حاکم و مقتدا بن جانے کا اصل باعث یہ تھا۔ کہ وہ مسلمان بن گئے تھے۔ ان کی یہ سیاسی ترقی طفیلی اور ثانوی حیثیت رکھتی تھی۔ اور آج بھی وہ اگر دوبارہ دنیا میں سیاسی و معیشی غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔ تو دوبارہ ویسے ہی مسلمان ہو کر۔ جیسے کہ سچے اور پکے قرون اولیٰ کے مسلمان تھے۔ اور جو شخص یہ سمجھتا ہے۔ کہ اپنی تمام بچی کھچی قوتوں کو سیاسیات کے تباہ کن دھارے پر ڈال دینا مسلمانوں کی تمام دینی و دنیوی خرابیوں کا واحد علاج ہے۔ ہم ادب کے ساتھ اس سے اختلاف رائے کرنے پر مجبور ہیں

مہاراجہ صاحب محمود آباد کی قیادت میں مسلمانوں کو دوبارہ اسلام کی طرف لانے کیلئے ”اسلامی جماعت“ کے نام سے جو اسلامی ادارہ قائم ہوا ہے۔ اس کی اپنے مقصد میں کامیابی و ناکامی کے امکانات پر بحث کرتے ہوئے معاصر موصوف نے لکھا ہے کہ:-

”ہم کسی کو مایوس کرنا نہیں چاہتے۔ البتہ یہ دیکھتے ہیں۔ کہ اس میں جو ارباب عمل شامل ہیں۔ وہ کیا کر کے دکھاتے ہیں۔ جناب ابوبکر صدیق نے ایک ضرورت کے موقعہ پر اپنی ساری دولت قوم کے لئے وقف کر دی تھی۔ اس وقت بھی قوم اسی قسم کا مطالبہ کرتی ہے۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ جناب صدیق کے اسوہ پر عمل کرنے والا کون پیدا ہوتا ہے۔ اگر کوئی ایک بھی اپنی دولت قربان کر سکے۔ اور ناز و نعم کے باوجود سادہ زندگی اختیار کر سکے۔ تو پھر اس جماعت کے اخلاص میں کسے شبہ ہو سکتا ہے۔“

جو کچھ فرمایا گیا۔ بجا اور درست ہے قوم اس قسم کی قربانی کا مطالبہ کرتی ہے جو ابوبکر صدیق نے کی تھی۔ مگر قوم کو انصاف سے کام لیتے ہوئے یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے۔ کہ کیا آج ایسے افراد پیدا ہونے کے سامان بھی موجود ہیں؟ حضرت ابوبکر صدیق پیداوار تھے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور انفاس طیبہ کی۔ وہ نور نبوت کی حرارت کے گرمائے ہوئے تھے۔ لیکن آج کیا ہے۔ قوم ابوبکر صدیق کے بروز اور مثیل تو چاہتی ہے۔ مگر کسی نبی کے مثیل کے خیال کی بھی متحمل نہیں ہو سکتی۔ ایک طرف اتنی بلند پروازی اور دوسری طرف اس قدر نازک مزاجی -

ابوبکر صدیق ڈھونڈنے والوں کو یہ بھی تو سوچنا چاہیئے۔ کہ کیا ایسی شخصیتیں خود بخود پیدا ہو سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہ نتیجہ ہوتی ہیں براہ راست فیضان رسالت کا۔ آپ اس فیضان کو تو بند کرتے ہیں۔ اور ابوبکر صدیق کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ اس کی مثال تو بالکل ایسی ہی ہے۔ کہ پانی کی بہم رسانی کا سلسلہ تو بند کر دیا جائے۔ اور خواہش رکھی جائے سر سبز و شاداب گلزار کی۔ حقیقت یہ ہی کہ اس زمانہ کو اللہ تعالیٰ نے محروم نہیں رکھا۔ اس نے ابوبکر صفت لوگوں کی پیدائش کے سامان مہیا کر دئے اور ایسے

معرفت الٰہی

از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب

(۱)

خداشناسی اور معرفت کا حاصل کرنا ہر مومن کا فرض مقدم ہے

چھ سات سال کا ذکر ہے۔ کہ ایک دن میں بیت الفکر میں لیٹا ہوا اونگھ رہا تھا۔ اور نظارہ یہ دیکھ رہا تھا۔ کہ کوئی شخص عہدوں کی بابت ذکر کر رہا ہے۔ اتنے میں کسی نے دور سے میری چارپائی ہلائی۔ اور میں یہ الفاظ کہتا ہوا بیدار ہو گیا۔ "میں تو ان باتوں کو چاہوں نہ مانگوں" (یعنی عہدے) اس پر میں نے یہ شعر کہے ہیں۔ مدنظر یہ خیال ہے کہ معرفت الٰہی اور خداشناسی ہر مومن کا پہلا فرض ہے۔ کیونکہ بغیر معرفت کے محبت اور تعلق پیدا نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ایسا خیال ہی لغو ہے۔ اور بغیر خداشناسی کے آدمی کسی عہدہ پر پہنچ بھی جائے۔ تو وہ اس کے لئے ابتلاء ہے نہ کہ انعام (اور مجھے تو اس دن سے اس لفظ سے ہی نفرت ہو گئی ہے)

میں تو عہدوں کو نہ مانگوں اور نہ چاہوں اے عزیز | مجکو کیا عہدوں سے میرا کام ہے عرفان یار
معرفت بنیاد ہے عشق و محبت کی مدام | اور محبت کھینچتی ہے نعمت رضوان یار
جب رضا ہمکو ملی سمجھو کہ سب کچھ مل گیا | قرب یار و وصل یار و لطف بے پایان یار

(۲)

دنیا میں دیدار الٰہی آنکھوں سے نہیں بلکہ کسی قدر عقل اور زیادہ تر نشانات کے ذریعہ سے ہوتا ہے

جس پہ بن دیکھے مریں۔ وہ آپکی سرکار ہے | آنکھ ہے لاچاریاں۔ گو عقل کچھ بیدار ہے
عقل سے ممکن ہے ادراک صفات ذوالجلال | ورنہ ہر حس جسم انسانی کی یاں بیکار ہے
انبیاء کے ہاتھ پر ہوتا ہے لیکن جو ظہور | اسقدر پُر زور ہے۔ گویا کہ وہ دیدار ہے
ذرہ ذرہ میں نظر آتا ہے وہ زندہ خدا | نصرتوں اور غیب کی ہوتی عجب بھرمار ہے
ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا مسیح پاک کو | یوں نشاں آتے تھے جیسے اک مسلسل دھار ہے
الغرض ہوتا ہے آلہ حق شناسی کا رسول | نور ہے ہر رسل۔ تو ہر رسل مطلع الانوار ہے

(۳)

دیدار الٰہی معرفت ہی کا دوسرا نام ہے

تو جسم ہے وہ روح ہے۔ آئیگا نہ ہرگز | آنکھوں سے نظر تجھ کو وہ سرکار الٰہی
دنیا ہو کہ عقبیٰ ہو صفات اسکے ہیں ظاہر | عرفان خدا ہی تو ہے دیدار الٰہی

(۴)

"میں نے خدا کو نشانوں سے پہچانا نہ کہ عقل سے"

۱۵ نومبر ۱۹۳۶ء جمعرات صبح ۵ بجے کا ذکر ہے۔ کہ اوپر والا فقرہ میری زبان پر جاری ہو گیا۔ اتفاقاً آج ایک کاپی میں مجھے اس تاریخ کا یہ نوٹ مل گیا۔ جس پر میں نے اس کا مضمون منظوم کر دیا ہے

کہدو یہ نکتہ طالب عرفان و وصل سے | ملتی خداشناسی ہے محض اسکے فضل سے
آتی ہے معرفت بھی نشانوں کی معرفت | پاتا نہیں خدا کو کوئی صرف عقل سے

(۵)

دعا برائے معرفت

آنکھیں جو کھلیں دل کی۔ تو دیدار ہے ہر جا | اور بند ہوں۔ تو عرش کے آگے بھی ہے اندھا
عرفان سے کر میرے خدا۔ دل کو منور | دنیا میں اور عقبیٰ میں ہے بے اسکے اندھیرا

آمین

تمام دوست کمر ہمت کس کر کھڑے ہو جائیں

تحریک جدید کے ایک سپاہی جنہوں نے ۶ روپے ۴ سال ہشتم میں ادا کئے تھے وہ اس سال ترقی پا کر جمعدار ہو گئے۔ سال نہم میں انہوں نے ۱۰۷ روپے کا وعدہ کیا تھا۔ جو ان کی ایک ماہ کی آمد سے بھی زیادہ تھا وہ ۱۰۷ روپے ارسال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ میرا نو سالہ حساب بنا کر ارسال کر دیں۔ میں بفضل خدا اضافہ کرنا چاہتا ہوں میرا دل کہتا ہے۔ کہ جب خدا نے مجھے اپنے فضل سے دیا ہے۔ تو کیوں نہ اس کی راہ میں اور بھی خرچ کیا جائے۔ پس میں اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے شکریہ میں مزید اضافہ کروں گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے لفٹنٹ بنا دیا۔ تو میں انشاءاللہ تحریک جدید کے سال دہم میں ایک ہزار روپیہ دوں گا۔ (اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے)

احباب نوٹ کر لیں۔ کہ نو سالہ حساب صرف ان کا بنایا جاتا ہے۔ جن کا سال نہم وصول ہو جائے۔ اور حساب بنا کر ان کو ارسال کر دیا جاتا ہے۔ فوجی خدمات سرانجام دینے والے احباب کی آمد میں زیادتی ہے۔ اسی طرح تاجر پیشہ ہیں۔ زمیندار احباب کی آمد بھی بہت بڑھ گئی ہے۔ پس ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے نو سالہ حساب کو اپنے سامنے رکھیں اور پھر اپنی آمدنی کو اپنے ذہن میں رکھ کر غور کریں کہ اگر ان کا دل۔ ان کا ایمان۔ ان کی آمد کے مقابلہ میں ان کی نو سالہ مالی قربانی دیکھ کر مطمئن ہو گیا ہے۔ تو آپ کو مبارک ہو۔ ورنہ آپ نوٹ کر لیں کہ ابھی موقعہ ہے۔ کہ آپ اپنے گذشتہ سالوں میں اضافہ کر کے سابقون میں شامل ہو جائیں۔ چونکہ تحریک جدید کے آخری تین سال یعنی سال ہشتم۔ سال نہم اور سال دہم کے بارے میں حضور فرما چکے ہیں۔ کہ "دنیا میں جب انسان یہ سمجھتا ہے کہ اب وہ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں سے گذر رہا ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کی زیادہ کوشش کیا کرتا ہے۔ اسی طرح ان تین سالوں میں خدا تعالیٰ کو جسقدر خوش کرنا چاہتے ہو۔ خوش کر لو۔ نہ معلوم پھر ایسا موقعہ ہاتھ آئے یا نہ آئے"

"پس ہماری جماعت کے تمام دوست کمر ہمت کس کر کھڑے ہو جائیں اور ان آخری تین سالوں میں زیادہ سے زیادہ قربانی کا نمونہ پیش کریں۔ وعدوں کے لحاظ سے بھی اور پھر ان وعدوں کی وصولی کے لحاظ سے بھی"

وہ لوگ جنکو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے وہ اپنے نو سالہ حساب کو دیکھ کر اتنا اضافہ کریں جو کم سے کم ایک ماہ کی آمد سے زیادہ ہو جائے۔ اور وہ جو سال نہم اب تک ادا نہیں کر سکے وہ ۳۱ جولائی تک ادا کریں تا ان کا بھی نو سالہ حساب ان کے سامنے آ جائے۔ (فنانشل سیکرٹری)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آج سے ۵۲ سال قبل کے دو نادر مکتوب

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو مکتوب شائع کئے جاتے ہیں۔ جو آج سے ۵۲ سال پیشتر حضور علیہ السلام نے رقم فرمائے۔ پہلا خط مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی کے نام ہے۔ اور دوسرا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام ہے۔ ہر دو مکتوب انہی ایام میں اخبار "پنجاب گزٹ" سیالکوٹ میں چھپ گئے تھے۔ جہاں سے لے کر ایڈیٹر صاحب اخبار "ریاض ہند" امرتسر نے بھی ۱۵ مارچ ۱۸۹۱ء کے پرچہ میں انہیں شائع کر دیا تھا۔ چونکہ ہر دو مکتوبات نہ تو حضرت اقدس کی کسی کتاب میں شائع ہوئے ہیں۔ اور نہ ہی کسی مجموعہ مکاتیب میں ان کا اندراج ہوا۔ اس لئے آج ہم انہیں اخبار ریاض ہند امرتسر سے لے کر "الفضل" میں شائع کرتے ہیں۔ ہر دو خطوط کے ساتھ ایڈیٹر صاحب ریاض ہند امرتسر اور پنجاب گزٹ کے وہ نوٹ بھی بجنسہٖ شائع کئے جا رہے ہیں۔ جو ان کو شائع کرتے ہوئے ہر دو ایڈیٹر صاحبان نے لکھے تھے۔ خاکسار ملک فضل حسین کارکن صیغہ تالیف و تصنیف

ایڈیٹر صاحب ریاض ہند لکھتے ہیں۔

ہم نے ۱۵ فروری کے اخبار میں اشتہار مباہلہ پر مختصر سا نوٹس لیا تھا۔ جس میں ہم حضرت مثیل مسیح کے اخلاص اور مروت کا اندازہ کر کے لکھ چکے ہیں۔ کہ وہ اپنی ہی قوم کی بربادی کے واسطے خدا سے فریاد کرنے کو آمادہ نہ ہوں گے۔ اور ہم خوشی سے حضرت مثیل مسیح کے ان خطوط کو اپنے ناظرین کے لئے چھاپتے ہیں۔ جو انہوں نے مولوی عبد الجبار صاحب و مولوی حکیم نورالدین صاحب کو لکھے۔ جس کو پنجاب گزٹ نے بھی معہ اپنے ریمارک کے شائع کیا۔

آنے والا مسیح آ گیا ہے۔

جس کی آنکھیں دیکھنے کی ہوں دیکھے۔ اور جس کے کان سننے کے ہوں سنے

یہ تو اظہر من الشمس ہے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے مثیل مسیح ہونے کا دعوٰے نہایت استقلال دلی تسکین اور پورے یقین کے ساتھ کیا۔ اور تین رسالے فتح الاسلام۔ توضیح مرام اور ازالہ اوہام اپنے دعوے کے ثبوت میں شائع کئے ہیں۔ جو بالکل الہامی ہیں۔ اور اللہ کی طرف سے ہیں۔ ہم عنقریب انشاء اللہ ان رسالوں کے متعلق ایک رسالہ کی صورت میں اپنی رائے ظاہر کریں گے۔ جو کچھ شور اس دعوٰے سے دنیا میں بپا ہوا قیاس میں آ سکتا ہے۔ اس کا آغاز ہو گیا ہے۔ مگر افسوس یہ چند مسلمان کہلانے والے لوگوں کے ہی نصیب میں تھا۔ کہ پہلی لعنت کا تمغہ حاصل کریں۔ چنانچہ ایک صاحب نے جو اپنے آپ کو عبد الحق کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور فرقہ اہل حدیث میں اپنے آپ کو شمار کرتے ہیں امرتسر سے ایک اشتہار دیا ہے۔ جس کا عنوان مباہلہ ہے اور یہ مباہلہ حضرت مرزا صاحب یا یوں کہو کہ سچے مثیل مسیح کے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔ جو کچھ نالائق الفاظ اس نے اشتہار میں لکھے ہیں۔ ان پر ہمیں یہ افسوس ہے۔ کہ ایک مسلمان موحد کہلانے والے کی زبان اور قلم سے نکلے ہیں۔ حضرت مثیل مسیح نے اس اشتہار کا جواب لکھ کر مولوی عبد الجبار کے نام بھیجا ہے۔ جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:

سلہ یہ نوٹ بھی آئندہ کسی اشاعت میں شائع کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ خاکسار ناشر

خط مرزا صاحب بنام مولوی عبد الجبار صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشفقی و اخی مولوی عبد الجبار صاحب

السلام علیکم۔ ایک اشتہار جو عبد الحق کے نام سے جاری کیا گیا ہے۔ جس میں مباہلہ کی درخواست کی ہے۔ کل کی ڈاک میں مجھے ملا۔ چونکہ میں نہیں جانتا کہ عبد الحق کون ہے۔ آیا کسی گروہ کا مقتدی یا مقتدا ہے۔ اس واسطے آپ ہی کی طرف سے خط ہذا لکھتا ہوں۔ اس خیال سے کہ میری رائے میں وہ آپ ہی کی جماعت میں سے ہے۔ اور اشتہار بھی دراصل آپ ہی کی تحریک سے لکھا گیا ہوگا۔ پس واضح ہو۔ کہ مباہلہ سے مجھے کسی طرح سے اعتراض نہیں۔ جس حالت میں میں نے اس مدعا کی غرض سے قریب بارہ ہزار کے خطوط و اشتہارات مختلف ملکوں میں بڑے بڑے مخالفوں کے نام روانہ کئے ہیں۔ تو پھر آپ سے مباہلہ کرنے میں کونسی تامل کی جگہ ہے۔ یہ بات سچ ہے۔ کہ اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعوٰے کیا ہے۔ اور یہ بھی میرے پر ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ میرے بارہ میں پہلے سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں خبر دی گئی ہے۔ اور وعدہ دیا گیا ہے۔ سو میں اسی الہام کی بناء پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل سمجھتا ہوں۔ جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں مجھے اس بات سے انکار بھی نہیں کہ میرے سوا کوئی اور مثیل مسیح بھی آنے والا ہو۔ بلکہ ایک آنے والا تو خود میرے پر بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ جو میری ہی ذریت میں سے ہوگا لیکن اس جگہ میرا دعوٰے جو بذریعہ الہام مجھے یقینی طور پر سمجھایا گیا ہے۔ صرف اتنا ہے۔ کہ قرآن شریف اور حدیث میں میرے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ میں اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا۔ اور نہ کرونگا کہ شاید مسیح موعود کوئی اور بھی ہو۔ اور شاید یہ پیشگوئیاں جو میرے حق میں روحانی طور پر ہیں ظاہری طور پر اس پر بھی ہوں۔ اور شاید سچ مچ دمشق میں کوئی مثیل مسیح نازل ہو۔ لیکن یہ میرے پر کھول دیا گیا ہے۔ کہ مسیح ابن مریم جن پر انجیل نازل ہوئی تھی فوت ہو چکا ہے۔ اور یحییٰ کی روح کے ساتھ اس کی روح دوسرے آسمان میں اور اپنے سماوی مرتبہ کے موافق بہشت بریں کی سیر کر رہی ہے۔ اب وہ روح بہشت سے بموجب وعدہ الٰہی کے جو بہشتیوں کے لئے قرآن شریف میں موجود ہے نکل نہیں سکتی۔ اور نہ دو موتیں ان پر وارد ہو سکتی ہے ایک موت جو ان پر وارد ہوئی۔ وہ تو قرآن شریف سے ثابت ہے۔ اور ہمارے اکثر مفسر بھی اس کے قائل ہیں۔ اور ابن عباس کی حدیث سے بھی اس کا ثبوت ظاہر ہے۔ اور انجیل میں بھی لکھا ہے۔ اور نیز توریت میں بھی اب دوسری موت ان کے لئے تجویز کرنا خلاف نص و حدیث ہے۔ وجہ یہ کہ کسی جگہ ذکر نہیں کیا گیا۔ کہ وہ دو مرتبہ مریں گے۔ یہ تو میرے الہامات اور مکاشفات کا خلاصہ ہے۔ جو میرے رگ و ریشہ میں رچا ہوا ہے۔ اور ایسا ہی اس پر ایمان رکھتا ہوں۔ جیسا کہ کتاب اللہ پر اور اسے اقرار اور انہیں لفظوں کے ساتھ میں مباہلہ بھی کروں گا۔ اور جو لوگ اپنے شیطانی اوہام کو ربانی الہام قرار دے کر مجھے مہمی اور ضال قرار دیتے ہیں۔ ایسا ہی ان سے بھی ان کے الہامات کے بارہ میں اللہ جل شانہ کی حلف لوں گا۔ کہاں تک انہیں اپنے الہامات کی یقینی معرفت حاصل ہے۔ مگر بہرحال مباہلہ کے لئے میں مستعد کھڑا ہوں لیکن امور مفصلہ ذیل کا تصفیہ پہلے مقدم ہے:

اول یہ کہ چند مولوی صاحبان نامی جیسے مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی و مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری بالاتفاق یہ فتوٰے لکھ دیں۔ کہ ایسی جزئیات خفیفہ میں اگر الہامی یا اجتہادی طور پر اختلاف واقع ہو

تو اس کا فیصلہ بذریعہ لعن طعن کرنے اور ایک دوسرے کو بددعا دینے کے جس کا دوسرے لفظوں میں مباہلہ نام ہے کرنا جائز ہے۔ کیونکہ میرے خیال میں جزئی اختلافات کی وجہ سے مسلمانوں کو لعنتوں کا نشانہ بنانا ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ ایسے اختلافات اصحابوں میں ہی شروع ہو گئے تھے۔ مثلاً حضرت ابن عباس محدث کی وحی کو نبی کی وحی کی طرح قطعی سمجھتے تھے۔ اور دوسرے ان کے مخالف بھی تھے۔ ایسا ہی صاحب صحیح بخاری کا یہ عقیدہ تھا کہ کتب سابقہ یعنی توریت و انجیل وغیرہ محرف نہیں ہیں۔ اور ان میں کچھ لفظی تحریف نہیں ہوئی۔ حالانکہ یہ عقیدہ اجماع مسلمین کے مخالف ہے۔ اور بایں ہمہ سخت مضر بھی ہے اور نیز یہ بداہت باطل۔ ایسا ہی محی الدین ابن عربی رئیس المتصوفین کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ فرعون دوزخی نہیں ہے۔ اور نبوت کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ اور کفار کے لئے عذاب جاودانی نہیں۔ اور مذہب وحدت الوجود کے بھی گویا وہی موجد ہیں۔ پہلے ان سے کسی نے ایسی واشگاف کلام نہیں کی۔ سو یہ چاروں عقیدے اُن کے ایسا ہی اور بعض عقائد بھی اجماع کے برخلاف ہیں۔ اسی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ اسمٰعیل ذبیح نہیں ہیں۔ بلکہ اسحاق ذبیح ہے۔ حالانکہ تمام مسلمانوں کا اسی پر اتفاق ہے۔ کہ ذبیح اسمٰعیل ہے۔ اور عید الضحےٰ کے خطبہ میں اکثر مُلّا صاحبان رو رو کر انہیں کا حال سنایا کرتے ہیں۔ اسی طرح صدہا اختلافات گذشتہ علماء و فضلاء کے اقوال میں پائے جاتے ہیں۔

اسی زمانہ میں بعض علماء مہدی موعود کے بارہ میں دوسرے علماء سے اختلاف رکھتے ہیں۔ کہ وہ سب حدیثیں ضعیف ہیں۔ غرض جزئیات کے جھگڑے ہمیشہ سے چلے آتے ہیں۔ مثلاً یزید پلید کی بیعت پر اکثر لوگوں کا اجماع ہو گیا تھا۔ مگر امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور ان کی جماعت نے اس اجماع کو قبول نہیں کیا۔ اور اس سے باہر رہے۔ اور بقول میاں عبدالحق اکیلے رہے حالانکہ حدیث صحیح میں گو خلیفہ وقت فاسق ہی ہو۔ بیعت کر لینی چاہیئے۔ اور تخلف معصیت ہے۔ پھر انہیں حدیثوں پر نظر ڈال کر دیکھو۔ جو مسیح کی پیشگوئی کے بارہ میں ہیں۔ کہ کس قدر اختلافات سے بھری ہوئی ہیں۔ مثلاً صاحب بخاری نے دمشق کی حدیث کو نہیں لیا اور اپنے سکوت سے ظاہر کر دیا۔ کہ اس کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اور ابن ماجہ نے بجائے دمشق کے بیت المقدس لکھا ہے اب حاصل کلام یہ ہے۔ کہ ان بزرگوں نے باوجود ان اختلافات کثیرہ کے ایک دوسرے سے مباہلہ کی درخواست ہرگز نہیں کی۔ اور ہرگز روا نہیں رکھا۔ کہ ایک دوسرے پر لعنت کریں بلکہ بجائے لعنت کے یہ حدیث سناتے رہے کہ اختلاف اُمّتی رحمۃٌ۔ اب یہ نئی بات نکلی ہے کہ ایسے اختلافات کیوقت میں ایک دوسرے پر لعنت کریں۔ اور بددعا اور گالی اور دُشنام کر کے فیصلہ کرنا چاہیئے ہاں اگر کسی ایک شخص پر سراسر تہمت کی راہ سے کسی فسق اور معصیت کا الزام لگایا جاوے جیسا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب ساکن علیگڑھ نے اس عاجز پر لگایا تھا کہ نجوم سے کام لیتے ہیں اور اس کا نام الہام رکھتے ہیں۔ تو مظلوم کو حق پہنچتا ہے۔ کہ مباہلہ کی درخواست کرے۔ مگر جزئی اختلافات میں جو ہمیشہ سے علماء و فقراء میں واقع ہوتے رہے ہیں مباہلہ کی درخواست کرنا یہ غزنوی بزرگوں کا ہی ایجاد ہے۔ لیکن اگر علماء ایسے مباہلہ کا فتویٰ دیں تو ہمیں عذر بھی کچھ نہیں۔ کیونکہ ہم ڈرتے ہیں۔ کہ اگر ہم اس ملاعنہ کی طریق سے جس کا نام مباہلہ ہے اجتناب کریں۔ تو یہ ہی اجتناب ہمارے گریز کی وجہ سمجھی جائے۔ اور حضرات غزنوی خوش ہو کر کوئی دوسرا اشتہار عبدالحق کے نام سے چھپوا دیں۔ اور لکھدیں کہ مباہلہ قبول نہیں کیا۔ اور بھاگ گئے۔ لیکن دوسری طرف ہمیں یہ بھی خوف ہے۔ کہ اگر ہم مسلمانوں پر خلافِ حکم شرع اور طریق فقر کی لعنت کرنے کے لئے امرت سر پہنچیں۔ تو مولوی صاحبان ہم پر یہ اعتراض کر دیں۔ کہ مسلمانوں پر کیوں لعنتیں کیں۔ اور ان حدیثوں سے کیوں تجاوز کیا۔ جو مومن لعّان نہیں ہوتا۔ اور اس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہتے ہیں۔ سو پہلے یہ ضروری ہے کہ فتویٰ لکھا جاوے۔ اور اس فتوے پر ان تینوں مولوی صاحبان کے دستخط ہوں۔ جن کا ذکر میں لکھ چکا ہوں۔ جس وقت وہ استفتاء مصدقہ بمواہیر علماء میرے پاس پہنچے۔ تو پھر حضرت غزنوی مجھے امرت سر پہنچا سمجھ لیں۔ ماسوا اس کے یہ بھی دریافت طلب ہے کہ مباہلہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں منجانب اللہ تجویز کیا گیا تھا۔ وہ کفار نصاریٰ کی ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ جو نجران کے معزز اور مشہور نصرانی تھے اس سے معلوم ہوا۔ کہ مباہلہ کا ایک مسنون امر ہے۔ کہ اس میں ایک فریق کا کافر یا ظالم کس کو خیال کیا گیا ہے۔ اور نیز یہ بھی دریافت طلب ہے۔ کہ جیسا کہ نجران کے نصاریٰ کی ایک جماعت تھی۔ آپ کی کوئی جماعت ہے۔ یا صرف اکیلے میاں عبدالحق صاحب قلم چلا رہے ہیں۔ تیسرا یہ امر بھی تحقیق طلب ہے۔ کہ اس اشتہار کے لکھنے والے درحقیقت کوئی صاحب آپ کی جماعت میں سے ہیں۔ جن کا نام عبدالحق ہے یا یہ فرضی نام ہے اور یہ بھی دریافت طلب ہے کہ آپ بھی مباہلین کے گروہ میں داخل ہیں۔ یا کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں اگر داخل نہیں تو کیا وجہ؟ اور پھر وہ کونسی جماعت ہے جن کے ساتھ نساء و ابناء و اخوان بھی ہوں گے۔ جیسا کہ منشاء آیت کا ہے۔ ان تمام امور کا جواب بواپسی ڈاک ارسال فرما دیں۔ اور نیز یہ سارا خط میاں عبدالحق کو بھی حرف بحرف سُنا دیں۔ اور میاں عبدالحق نے اپنے الہام میں جو مجھے جہنمی اور ناری لکھا ہے۔ اسکے جواب میں مجھے کچھ ضرورت لکھنے کی نہیں ہے کیونکہ مباہلہ کے بعد خود ثابت ہو جائے گا کہ اس خطاب کا مصداق کون ہے لیکن جہاں تک ہو سکے۔ آپ مباہلہ کے لئے کاغذ استفتاء تیار کر کے مولوی صاحبین موصوفین کی مواہیر ثبت ہونے کے بعد وہ کاغذ میرے پاس بھیج دیں۔ اگر اس میں کچھ توقف کریں گے یا میاں عبدالحق چپ کر کے بیٹھ جائیں گے تو گریز پر حمل کیا جائے گا۔ اور واضح رہے کہ اس خط کی چار نقلیں چار اخبار میں اور نیز رسالہ ازالہ اوہام میں چھاپ دی جائیں گی والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور
یکم رجب سنہ ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۱ فروری سنہ ۱۸۹۱ء

اب ہم ایک خط چھاپتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے مولانا مولوی نور الدین صاحب کے نام لکھا ہے۔ اس خط کو پڑھتے وقت ہمیں فرقان حمید کی وہ آیت یاد آئی۔ جناب ہادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے اثبات میں ایک بڑی زبردست خطابی دلیل پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ قل انما ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی یعنی ان کو کہدو کہ میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ تو میں اپنے مشن کی صداقت کی نسبت مذبذب و متردد نہیں ہوں بخلاف اس کے مجھ کو کامل وثوق ہے پوری بصیرت ہے۔ کہ میں راستباز ہوں۔ اور اس لئے بالیقین کامیاب ہونے والا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ مطمئن اہل سکینہ صادق ہیں۔ اور مذبذب دلی مضطرب۔ متحمد کاذب کے لہجے اور کلام کی تلونیات میں فرق عظیم ہوتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا یہ خط بڑی بھاری دلی طمانیت اپنے مولائے کریم پر قوی اعتماد و وثوق کی خبر دیتا ہے۔ فقرہ فقرہ سے اس کے باملاق عارفین سمجھ سکتے ہیں

کہ در پس پردہ کوئی حمایت و نصرت کی بشارت و تسلی دینے والا ضرور ہے۔ اور اس وادی ایمن کے منتخب اولوالعزم کیطرح جو ابتدا میں ضعف بشریت کی تحریک سے اخاف ان یقتلون کا عذر پیش کرتا تھا مگر بالآخر انّنی معکما اسمع واریٰ کی بشارت آمیز آواز پر بمصر کش ناخدا ترس قوم کی طرف بے خوف چل دیا۔ یہاں بھی عادت اللہ اس عبد کو تقویت دے رہی ہے۔ عجب ہیں وہ دل جو اس پر بھی رقیق ہونے میں نہ آئیں۔ انہیں ہر وقت یہ حدیث پیش نظر رکھنی چاہیئے۔ من عادیٰ لی ولیاً فقد آذنتہ بالحرب خداوند فرماتا ہے میرے دوست سے جو بیر کرے۔ میں اسے اپنے ساتھ لڑنے کا نوٹس دیتا ہوں۔ وہ خوف کریں۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ خدا سے لڑنے والے ٹھہریں۔

خط مرزا صاحب بنام مولانا مولوی نورالدین صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل آپ کی خدمت میں مولوی عبدالجبار صاحب اور میاں عبدالحق صاحب کے خط روانہ کر چکا ہوں۔ اور مجھے اس بات سے بہت خوشی ہے جس کا میں شکر ادا نہیں کر سکتا۔ کہ مولیٰ کریم اور میرا آقا محسن عزاسمہٗ جل شانہٗ مجھے فتح و نصرت کی بشارت دیتا ہے۔ اور ان لوگوں کے فیصلہ کے لئے مجھے ایک راہ بتاتا ہے۔ جنہوں نے الہامات کا ادعا کر کے اس عاجز کو ضال ملحد اور جہنمی قرار دیا ہے۔ اور جرأت کر کے اس مضمون کو شائع بھی کر دیا۔ اور جو ان باتوں سے اپنے بھائی مسلمان کو آزار پہنچتا ہے۔ اور اس کی تذلیل ہوتی ہے۔ اس کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ اور طریق تقوےٰ کی رعایت نہیں رکھی۔ اس لئے یہ امر خدا تعالےٰ کی جناب میں کچھ سہل و آسان نہیں۔ بلکہ ایسا ہی ہے جیسے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگایا گیا تھا۔ سو مجھے خدا تعالےٰ کی نصرت کی خوشبو آ رہی ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ مجھے ایک ایسی راہ کی رہبری کرتا ہے۔ جس سے جھوٹوں کا جھوٹ کھل جائے اگر یہ الزام صرف میری ذات تک محدود ہوتا تو دوسرا امر تھا۔ لیکن اس کا بد اثر ہزاروں لوگوں پر ہوتا ہے۔ جہنمی اور ضال کے لفظ میں سب قسم کے عیب بھرے ہوئے ہیں سو میں انشاء اللہ القدیر ان امور کے پورے طور پر کھلنے کے بعد جن کی مجھے بشارت دی گئی ہے۔ اور پھر ان کے چھپوانے کے بعد ان لوگوں سے رجسٹر شدہ خطوط کے ذریعہ سے درخواست کروں گا۔ اور انشاء اللہ القدیر وہ ایسا امر ہوگا۔ جو کاذب کی پردہ دری کر دے گا۔ واللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر

والسلام خاکسار مرزا غلام احمد ۶ فروری ۱۸۹۱ء

فوج میں بھرتی ہونیوالے احمدی دوستوں اور ان کے متعلقین کے لئے ضروری اعلان

جو دوست فوج میں بھرتی ہیں۔ اگر وہ ایسی جگہ مقیم ہیں جہاں جماعت قائم ہے۔ تو وہ اپنا چندہ جماعت مقامی کے ذریعہ بھجوا دیا کریں ورنہ مرکز میں اطلاع دے کر براہ راست بھیجنے کی منظوری حاصل کر لیں۔ اگر براہ راست بھیجنے میں بھی کوئی روک ہو۔ تو اپنے متعلقین کے ذریعہ چندہ مرکز میں ارسال کرنے کا مناسب انتظام کریں۔ نیز جماعتوں کے عہدہ داران کو بھی اس امر کی پوری نگرانی کرنی چاہیئے۔ کہ ان کی جماعت کے جو دوست فوج میں ملازم ہیں وہ اپنے متعلقین کے ذریعہ ماہوار چندہ کی وصولی کریں۔ اور جس جس جماعت سے کوئی دوست فوج میں بھرتی ہو کر گئے ہیں۔ وہاں کی جماعت کے سیکرٹری مال فوری طور پر ایسے دوستوں کی فہرست معہ مکمل پتوں کیساتھ ارسال فرمائیں۔ اور وضاحت سے تحریر کریں۔ کہ ان میں سے کون کون سے دوستوں کیطرف سے

ہندو اور سکھ

(۷)

ہم پچھلی اقساط میں اس بات پر روشنی ڈال آئے ہیں کہ سکھ اور ہندو دونوں ہی الگ الگ قومیں ہیں۔ کیونکہ ان کے عقاید بالکل جدا جدا بلکہ ایک دوسرے کے برعکس ہیں۔ رسومات بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور ان کا تمدن بھی مختلف ہے۔ اسی سلسلہ میں چند ایک مزید باتیں پیش خدمت ہیں۔

ہندو قوم کو ہندی اور سنسکرت سے جو پریم ہے۔ وہ بالکل عیاں ہے۔ لاکھوں روپیہ سالانہ ہندو صاحبان کی طرف سے ہندی اور سنسکرت کے پرچار پر صرف کیا جا رہا ہے۔ اور ان کی خواہش ہے کہ سارے ہندوستان میں ہندی اور سنسکرت کو ایسا عروج حاصل ہو کہ دوسری تمام زبانیں مٹ جائیں۔ اور اگر ان میں سے کوئی باقی رہے۔ تو اس کی کوئی حیثیت نہ ہو۔ اس کے برعکس سکھ صاحبان کو گورمکھی سے خاص محبت ہے۔ کیونکہ وہ ان کی مذہبی زبان ہے۔ سکھ مذہب کا تمام لٹریچر گورمکھی میں ہے۔ اسی بناء پر سکھ صاحبان گورمکھی کو رائج کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ بعض سکھ ریاستوں میں تو گورمکھی کو عدالتی زبان قرار دیا گیا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں کا کلچر بھی مختلف ہے اس اختلاف کی بنیاد بھی گورو گوبند صاحب کے احکام پر ہے۔ گورو صاحب نے صریح الفاظ میں سکھوں کو گورمکھی پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے نیز ہندی پڑھنے سے روکا ہے۔ چنانچہ آپکا ارشاد ہے کہ سکھ کے لئے ضروری ہے کہ:-

”گوربانی کا پاٹھ کرے۔ گورمکھی پڑھے . . . شاستری نہ پڑھے“

(سدھرم مارگ گرنتھ صفحہ ۱۵۸)

ایک اور کتاب میں آپ کا یہ فرمان موجود ہے:-

”گورمکھی ودیا۔ شبد بانی کو محبت سے پڑھے“ (گورمت سدھاکر صفحہ ۴۸۱)

ایک اور مقام پر آپکا حسب ذیل فرمان مرقوم ہے:-

”ودیا کا پرکاش گورمکھی کا اور انک پلی (سردار کاہن سنگھ صاحب نابھہ لکھتے ہیں کہ گورو گوبند سنگھ صاحب نے ابجد کے طریق پر گورمکھی ہندسوں میں گورمکھی لکھنے کا جو طریق مقرر کیا تھا۔ اس کا نام انک پلی ہے) کا کرے۔ ودیا کی تاکید کرے۔ جو خالصہ شری اکال پورکھ کے سکھ لڑکے لڑکیاں پڑھیں“

(گورمت سدھاکر صفحہ ۴۹۲ مصنفہ سردار کاہن سنگھ صاحب نابھہ)

سکھ کتب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ کچھ سکھوں نے گورو گوبند سنگھ صاحب کی خدمت میں سوال کیا کہ سنسکرت اچھی ہے یا گورمکھی اس کا جو جواب گورو صاحب نے دیا۔ وہ بھی سکھوں میں ہندی کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کرنیوالا ہے اس سوال و جواب کو سکھ کتب مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:-

”شری گورو مہاراج نربدا ندی کے کنارہ پر خوشی خوشی تشریف فرما تھے کہ سکھوں نے عرض کی کہ گورو صاحب سنسکرت اچھی ہے یا گورمکھی“ (بچے مکت گرنتھ صفحہ ۱۰۸) گورو صاحب کیطرف سے اس سوال کا جو جواب دیا گیا وہ حسب ذیل ہے:-

”گورو جی فرمایا کہ سکھو آپ لوگ دیوتے اوتار ہو۔ گورمت سمجھ لو۔ اگر سنسکرت پڑھنے میں فائدہ ہوتا۔ تو شری گورو نانک جی گورمکھی کا اچارن ہی نہ کرتے۔ آپ گورمکھی پڑھیں ہمارا دھرم ہے۔ ست یگ۔ دواپر۔ تریتہ میں سنسکرت پڑھنے سے بھید نہیں کھلتا تھا۔ اور تمام لوگوں کی عقل تیز نہیں ہوتی تھی۔ اس پر خدا کا حکم ہوا۔ گورو نانک نرنکاری نے گورمکھی بنائی۔ تمام لوگوں کو پڑھنے سننے سے معنے معلوم ہونے لگے۔ ویدوں اور شاستروں کے پڑھنے والوں کو دشمنی پیدا ہوئی۔ بھاشہ شودر بولی کا نام ہے۔ . . . . سکھو! گورو گرنتھ صاحب جی کی زبان پڑھنے سے ویراگ بڑھتا ہے۔ اور شاستروں کے پڑھنے سے ویراگ کم ہوتا ہے“ (بچے مکت صفحہ ۱۰۹)

موچندہ مل رہا ہے۔ ناظر بیت المال

بھائی سنتو کھ سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے پاس ایک ان پڑھ سکھ آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ گورو صاحب میں آپ کے قدموں میں آیا ہوں۔ اور دنیا سے میں بہت تنگ آگیا ہوں۔ آپ مہربانی کر کے میری کلیان کریں۔ میں کچھ بھی نہیں پڑھا ہوا گورمکھی کے حروف کی بھی شناخت نہیں گورو صاحب نے اس کو جواب میں کہا۔ کہ تم کو کچھ تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔ کیونکہ تعلیم سے اچھے بُرے کی شناخت ہوتی ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بھی بہت فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اور بغیر پڑھے انسان اندھا رہتا ہے۔ اور تم گورمکھی ودیا حاصل کرو۔ اس کے بہت سے فوائد ہیں۔ اس لئے آپ میں جس قدر اہلیت ہے۔ گورمکھی کی تعلیم حاصل کرو اور گورمت سے واقفیت حاصل کرو۔

(گور پرتاپ سورج گرنتھ رت ۳ انسو ۴۴)

اس حوالہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ گورو صاحب عملی طور پر بھی گورمکھی کا پرچار کیا کرتے تھے۔ اور بے پڑھے سکھوں کو اس کی تعلیم حاصل کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

گورو گوبند سنگھ صاحب کے ایسے ارشادات کے ماتحت ہی سکھ کتب میں ہندی اور سنسکرت کے متعلق یہاں تک لکھ دیا گیا ہے۔ کہ یہ کوؤں کی بولی ہے جیسا کہ مرقوم ہے:۔

"کلیگ میں اگر کوئی سنسکرت پڑھیگا تو اس کا دل قابو میں نہ رہیگا۔ اور سننے والوں کی نجات نہ ہوگی۔ اس کو میرا شراپ ہے۔ سنسکرت کوّے کی بولی ہے۔ گورمکھی ہنس کی بولی ہے۔ پڑھنے سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ بے وقوف بھی سمجھ لیتا ہے۔ سنسکرت پاٹھ سے سمجھ نہیں ہوتی۔ گورو جی وقت کے مطابق ودیا پھیلتی ہے۔ کلیگ میں گورمکھی پردھان ہے"

(دبجے مت گرنتھ صفحہ ۱۰۸)

سکھوں میں اس بات کا اختلاف ہے کہ گورمکھی گورو نانک صاحب نے بنائی ہے یا گورو انگد صاحب نے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ گورو نانک صاحب نے ایجاد کی ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ گورو انگد صاحب اس کے موجد ہیں۔ لیکن یہ بات واضح ہے کہ سکھوں کا کلچر ہندوؤں سے الگ ہے۔ اور اس کو الگ رکھنے کی خاطر ہی گورمکھی عالم وجود میں آئی۔ چنانچہ ماسٹر کرم سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"گورو صاحب نے گورمکھی ورن مالا بنا کر ہمیں یہ اپدیش دینے کی مہربانی کی ہے۔ کہ ہم دیوناگری (ہندی) حروف کے "دوتاں" اور "ترتاں" کے طریق کو پیروں تلے روند دیں اور ان کے خلاف کھلم کھلا بغاوت کریں"

(پھلواڑی اسوج ۱۹۸۲ بکرمی)

اسی طرح ایک اور سکھ ودوان سردار شیر سنگھ صاحب ایم۔ ایس۔ سی بعض لوگوں کے اس اعتراض کہ گورمکھی ہندی میں سے نکلی ہے۔ جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"عام لوگوں کا خیال ہے کہ گورمکھی ہندی کے ۵۲ حروف میں کانٹ چھانٹ کر کے بنائی ہے۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ پنجابی پہلے پیدا ہوئی ہے۔ اور ہندی بعد میں۔ اس لئے ہمارا ایک مغالطہ دُور ہو گیا۔ کہ پنجابی ہندی کی بیٹی ہے۔ در اصل پنجابی یا گورمکھی ہندی کی ماں ہے اگر ماں نہیں تو چچی ضرور ہے"

(پھلواڑی کا اتہاس نمبر صفحہ ۱۳۲)

سردار صاحب اپنے اس خیال کے ثبوت میں فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"میں نے اپنا یہ خیال ڈاکٹر سدیشور ورما صاحب ایم۔ اے۔ ڈی لٹ۔ جو تمام ہندوستان میں اپنی قابلیت کے آپ ہی ہیں۔ پیش کیا تھا۔ انہوں نے میرے ساتھ اتفاق کر کے بزبان انگریزی جو جواب دیا۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ گورمکھی کا ہندی سے تعلق صرف مشہور راستے پر ہے۔ جو کہ وچار مطابق صحیح نہیں۔ کیونکہ گورو صاحبان کے زمانہ میں ہندی دیوناگری کے حروف میں لکھی ہی نہیں جاتی تھی۔ موجودہ ہندی بھی بہت نئی ہے۔ اور گورمکھی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے"

(پھلواڑی کا اتہاس نمبر صفحہ ۱۳۲)

اس حوالہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ سکھ اپنے کلچر کو ہندوؤں سے اس قدر الگ رکھنا چاہتے ہیں کہ وہ اس بات کو بھی پسند نہیں کرتے کہ گورمکھی کا ہندی سے کوئی تعلق ثابت ہو۔ بلکہ وہ اس امر میں کوشاں ہیں۔ کہ ہندی کی موجودہ صورت گورمکھی کے عالم وجود میں آنے سے بعد کی ثابت ہو۔ اور گورمکھی پُرانی سے پُرانی ثابت ہو۔

چنانچہ سردار شیر سنگھ صاحب نے اپنے اس مضمون کے آخر میں لکھا ہے کہ:۔

"یہ مختصر حالات معہ چٹھیوں کے میں پنتھ کی خدمت میں اس لئے پیش کرتا ہوں۔ کہ یہ ریسرچ میرے لئے ہی نہیں۔ بلکہ پنتھ کی مشترکہ ملکیت ہے۔ مجھے یہ پختہ یقین ہے کہ اور کئی دوست اس سلسلہ کو پکڑ کر مزید کئی اور ثبوت پیش کر دینگے۔ جس سے ہماری مادری زبان کی عمر بڑھ جائے"

(پھلواڑی کا اتہاس نمبر صفحہ ۱۴۶)

ان حالات کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ہندو اور سکھ ایک قوم ہیں۔ کیونکہ اگر یہ دونوں قومیں ایک ہوتیں۔ تو اس صورت میں ان کے عقائد ایک ہوتے۔ مذہبی رسومات میں اختلاف نہ ہوتا۔ تمدن جداگانہ نہ ہوتا۔ اور کلچر میں بھی اسقدر فرق نہ ہوتا۔ کہ ایکدوسرے کی زبان بھی مختلف ہوتی۔ سکھ صاحبان کا گورمکھی کو ایک مستقل زبان قرار دینا کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ بلکہ ثابت کرتا ہے کہ سکھ اس بات کو بھی پسند نہیں کرتے کہ گورمکھی کا ہندی سے کوئی تعلق ثابت ہو۔

اس سلسلہ میں سکھوں کی طرف سے کانگرس کو بھی مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ ہندی کی بجائے گورمکھی کو ہندوستان کی زبان قرار دیدے۔ چنانچہ سکھوں کے مشہور رسالہ پھلواڑی میں مرقوم ہے۔

"اگر کانگرس والے کچھ دنوں میں ہی سارے بھارت ورش کو پڑھا لکھا بنانا چاہتے ہیں تو سب سے آسان گورمکھی حروف سے کام لیں۔ یہ حروف ہندوستانی زبان کیلئے بہت ہی مناسب ہیں۔ اگر انکو ہندوستانی زبان کے خاص حروف تسلیم کر لیا جائے تو نہ صرف یہی فائدہ ہو سکتا ہے کہ آئندہ ہندوستانیوں کیلئے لکھنا اور پڑھنا آسان ہو جائیگا۔ بلکہ وہ کشمکش جو فارسی اور دیوناگری (ہندی) حروف کے متعلق ہندو اور مسلمانوں میں اب

اگر آپکو اپنی چندہ کا حساب معلوم نہیں تو وی پی واپس نہ کیجئے بلکہ اسی وصول فرمالیجیے اور چندہ کا حساب علیحدہ دفتر سے طلب فرمائیے

فوجی محکموں کیلئے

کلرکوں کی ضرورت ہے۔

آج ہی داخل ہو جایئے

ان مضامین میں مفت ٹریننگ حاصل کیجئے۔

(۱) ٹائپ کرنا (ٹائپ رائٹنگ) ——— (Type-writing)
(۲) مختصر نویسی (شارٹ ہینڈ) ——— (Shorthand)
(۳) خلاصہ نویسی (پریسی رائٹنگ) ——— (Precis-writing)
(۴) دفتری و سرکاری خط و کتابت (Official Correspondence)
(۵) حساب کتاب رکھنا ——— (Simple Accountancy)

ٹریننگ کی مدت تین سے چار مہینے تک ہے۔ امیدوار کو فوجی ملازم کی حیثیت سے بھرتی کیا جاتا ہے۔ داخلے کے لئے ضروری ہے کہ امیدوار برطانوی ہند یا کسی ہندوستانی ریاست کا باشندہ ہو۔ عمر ۱۷ سال سے ۲۱ سال کے درمیان ہو صحت جسمانی مقررہ معیار کے مطابق ہو۔ اور میٹرک تک تعلیم حاصل کی ہو (میٹرک پاس امیدواروں کو ترجیح دی جاتی ہے

اچھی تنخواہ اور مزید ترقی کے مواقع

ٹریننگ کے دوران میں ۴۰/۴۴ روپے ماہوار تنخواہ دی جاتی ہے۔ اور خوراک۔ رہائش مفت بھتہ اور دھلائی کا الاؤنس مفت ہوتا ہے۔ یا ان کے عوض ۱۰-۹ روپے ماہوار دیئے جاتے ہیں۔ ٹریننگ کے بعد محنتی اور ہنرمند اشخاص کو ترقی اور تنخواہ میں معقول اضافے حاصل کرنیکے عمدہ مواقع ہیں۔ اور ابتدائی تنخواہ ۶۵ روپے ماہوار دی جاتی ہے۔ جو ۱۶۰ روپے ماہوار تک بڑھ سکتی ہے تنخواہ کے علاوہ خوراک جائے رہائش۔ لباس اور علاج معالجہ مفت ہوتا ہے بہت سی دوسری رعائتیں بھی دی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ خصوصی الاؤنس بھی دیئے جاتے ہیں۔ جیسے کہ حسن کارکردگی کی تنخواہ (گڈ سروس پے) سمندر پار خدمت انجام دینے کی صورت میں وطن سے دوری کا الاؤنس اور (اگر حق ہو تو) بھتہ

ٹریننگ: حسب ذیل تربیت گاہوں میں دی جائیگی۔ گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر۔ گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج دھرم سالہ۔ گورنمنٹ ہائی سکول جالندھر۔ سنٹرل ماڈل سکول لاہور۔ دائی۔ ایم سی۔ اے کمرشل کلاسس لاہور۔ گورنمنٹ ہائی سکول ملتان گورنمنٹ ہائی سکول سیالکوٹ

درخواست فوراً دیجئے۔

آپکو اپنے سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب کے ذریعہ یا براہ راست اپنے ضلع کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب مدارس کے پاس یا ٹریننگ سنٹر کے ہیڈ ماسٹر صاحب کے پاس درخواست بھیجنی چاہیئے۔ جو موزوں امیدواروں کے داخلے کا انتظام کرینگے۔ اور ٹریننگ سنٹر پہنچنے کے لئے سفر کی سہولتیں بہم پہنچائیں گے۔

حکومتِ ہند (محکمہ لیبر) کی ٹیکنیکل ٹریننگ اسکیم

اکسیر اٹھرا۔ یہ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب شاہی طبیب مہاراجگان جموں و کشمیر کا نسخہ ہے جن مستورات کو اولاد نہ ہوتی ہو یا اسقاط کے مرض میں مبتلا ہوں یا جنکے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں انکے لئے اکسیر اٹھرا لاثانی دوا ہے قیمت عہ تولہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ ۱۱ روپے طبیہ عجائب گھر قادیان

فوری ضرورت

ایک ایسے معلم (استاد) کی ہے جو کہ چھوٹے بچوں کو پرائمری تک تعلیم بخوبی دے سکتا ہو۔ آدمی نیک۔ اور محنتی ہو۔ ابتدائی تعلیم انگریزی تعلیم بھی دے سکتا ہو۔ تجربہ کار ہو۔ تنخواہ /۴۰ روپے بالمقطع دیا جائیگا۔

خاکسار مرزا صالح علی زمیندار
نبی سر روڈ۔ جے۔ ریلوے۔ سندھ

ضرورت ہے

ایک واقف و تجربہ کار پٹواری یا قانون گو اور پیروی مقدمات کے کسی لائق اپیل نویس کی۔ تنخواہ کا فیصلہ خط و کتابت سے ہوگا۔

سندات درخواست کے ساتھ ہوں

المشتہر:۔ خان محمد علیخان رئیس مالیر کوٹلہ
دارالسلام قادیان دارالامان

آپکو اولاد نرینہ کی خواہش ہے

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا تجربہ فرمودہ نسخہ جن عورتوں کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ ان کو شروع سے ہی دوائی

"فضل الٰہی"

دینے سے تندرست لڑکا پیدا ہوتا ہے۔
قیمت مکمل کورس پندرہ روپے

مناسب ہوگا کہ لڑکا پیدا ہونے پر ایام رضاعت میں ماں اور بچہ کو اٹھرا کی گولیاں دیجائیں جن کا نام

"ہمدردِ نسواں"

ہے۔ تاکہ بچہ آئندہ مہلک بیماریوں سے محفوظ رہے

ملنے کا پتہ
دواخانہ خدمتِ خلق قادیان پنجاب

مشرق و مغرب کی تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

برلن ۷ جولائی۔ جرمن نیوز ایجنسی نے اعلان کیا ہے کہ جرمن ہوائی فوج کے کمانڈر انچیف نے جنوبی اٹلی میں ہیڈ کوارٹر بنا لئے ہیں۔ اسی کی رہنمائی میں جرمن ہوائی فوج نے سباسٹپول اور سٹالین گراڈ پر حملہ کیا تھا۔

نئی دہلی ۷ جولائی۔ فوڈ کانفرنس نے چار کمیٹیاں مقرر کی ہیں۔ جو کھلے اجلاس میں پیش ہونے والی تجاویز پر غور کریں گی۔ انہوں نے خرید اور تقسیم کے متعلق مرکزی کنٹرول کی تجویز پر غور کیا۔ نیز بڑے بڑے شہروں میں راشن جاری کرنے کی تجویز زیر بحث رہی۔ توقع کی جاتی ہے کہ پنجاب۔ سندھ۔ سرحد اور کشمیر میں راشن کیا جائے گا۔

بمبئی ۷ جولائی۔ مسٹر کے۔ ایم منشی نے یو۔ پی کے سابق کانگرس پارلیمنٹری سیکرٹری مسٹر گوپی ناتھ واستو کی تجویز کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ کہ اب وقت آگیا ہے۔ کہ وہ تمام کانگرسی جو جیل سے باہر رہے ہیں۔ یا رہا ہو گئے ہیں۔ ان کی میٹنگ بلا کر کوئی نیا پروگرام طے کیا جائے۔ اگرچہ گاندھی جی جیل میں ہیں۔ مگر یہ دلیل بھی خاموش بیٹھے رہنے کی پالیسی کے حق میں نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ گاندھی جی جب بھی جیل سے باہر آئیں گے۔ ہمارے اقدام کو برا نہیں قرار دیں گے۔ بدلے ہوئے حالات میں اپنے طریق کار کو تبدیل کرنا بے عزتی نہیں اس لئے بہتر ہے کہ ہم پروگرام بدل کر سوراجیہ پارٹی کو زندہ کریں۔

لاہور ۷ جولائی۔ انجمن اسلامیہ نے اپنے ایک عام اجلاس میں پنجاب گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا ہے۔ کہ اس نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور اور میڈیکل سکول امرتسر میں مسلمان طلباء کی تعداد چالیس فیصدی سے بڑھا کر پچاس فیصدی کر دی ہے۔ گورنمنٹ سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ مسلمان لڑکیوں کو بھی میڈیکل کالج میں داخل ہونے کی اجازت دیدے۔

نئی دہلی ۶ جون۔ ایک پریس نوٹ میں اعلان کیا گیا ہے کہ سیلون گورنمنٹ کے ساتھ مشورہ کے بعد حکومت ہند نے لنکا میں ہندوستان کا ایک نمائندہ مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ اس عہدہ پر مسٹر ایم۔ ایس۔ اینے کو مقرر کیا گیا ہے۔ وہ بہت جلد اپنے عہدہ کا چارج لینے کے لئے لنکا چلے جائیں گے۔

امرتسر ۷ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ امرتسر کی منڈی میں سوتی کپڑے کی ایک لاکھ گانٹھیں پڑی ہیں۔ لیکن انہیں خریدنے والا کوئی نہیں ملتا۔

چنگکنگ ۶ جولائی۔ ڈاکٹر سنفو پریذیڈنٹ نے آج رات کو بیان کے موافق حالات ہونے پر بھی اتحادیوں کی برما پر حملے کی تیاریاں اکتوبر سے پہلے مکمل نہیں ہو سکتیں۔ لہذا ۱۹۴۳ء کے آخری مہینوں میں مکمل پیمانے پر جارحانہ حملہ شروع ہو سکیگا۔ لڑائی کافی لمبی اور سخت ہوگی۔ شاید اگلے مانسون میں برما دشمن سے پاک ہو جائے۔ ۱۹۴۴ء کے سرما تک ریلوں وغیرہ کی مرمت ہوتی رہے گی۔ چین کو جارحانہ حملوں کے لئے دس لاکھ ٹن سامان جنگ کی ضرورت ہے۔

کلکتہ ۶ جولائی۔ پولیس نے حال ہی میں موضع تارا کے نزدیک دیہاتی کشتی پر چھاپہ مار کر بہت سے اسلحہ پر جس میں ایک بندوق اور ایک ریڈیو بیٹری بھی تھی قبضہ کر لیا۔ اس کشتی میں جو نوجوان بیٹھے ہوئے تھے انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ گرفتار شدگان میں ایک سیاسی مفرور ہے۔ جس کی گرفتاری کیلئے پولیس انعام کا اعلان کر چکی ہے۔

ماسکو ۷ جولائی۔ روس میں کرسک اور بیالگوراڈ کے محاذ پر جنگ شدید ہوتی جا رہی ہے۔ ۴۸ گھنٹوں کی لڑائی میں جرمنوں کو ۱۷۱۲ ٹینک اور ۱۴۳ طیاروں کا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں کامیابی کوئی خاص نہیں ہوئی۔ ان کا زور اوریل کے جنوب مشرق اور بیالگراڈ کے شمال مشرق میں ہے۔ وہ صرف بیالگراڈ میں کچھ آگے بڑھے ہیں۔ اور کرسک کے پیچھے پہنچنا چاہتے ہیں۔

دہلی ۷ جولائی۔ ڈاکٹر کھارے نے جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کے خلاف پاس شدہ بل سے پیدا شدہ صورت حالات پر غور کرنے کے لئے جو کانفرنس بلائی تھی۔ وہ آج یہاں شروع ہوئی۔ سر فریڈرک جیمز۔ سر رضا علی سر پرشوتم داس۔ مسٹر جمنا داس مہتہ وغیرہ لیڈر شریک ہوئے۔

لنڈن ۷ جولائی۔ کل دن کے وقت امریکن طیاروں نے اٹلی میں جرمنی کے ہوائی اڈوں پر بھر حملہ کیا۔ جگہ جگہ آگ لگ گئی انگریزی طیاروں نے کٹانیہ پر حملہ کیا۔ ریلوے یارڈوں اور گندھک صاف کرنے کے کارخانہ کو نشانہ بنایا گیا۔

دہلی ۷ جولائی۔ آج چین پر جاپانی حملہ پر چھ سال کا عرصہ پورا ہو گیا ہے۔ اس تقریب پر مختلف شہروں میں جلسے ہوئے۔ بمبئی میں چینی قونصل نے جلسہ کی صدارت کی۔ دہلی میں اہم عمارتوں اور سکرٹریٹ پر چینی جھنڈے لہرائے گئے۔

واشنگٹن ۷ جولائی۔ سالومنز میں کولا کی لڑائی ختم ہو چکی ہے جو دوشنبہ کو شروع ہوئی تھی اب تک اس میں چھ جاپانی جہاز ڈبوئے جا چکے ہیں۔ اور چار کو نقصان پہنچایا گیا۔ امریکہ کا صرف ایک کروزر کام آیا۔ کل ۲۷ جاپانی بمباروں نے ۲۱ فائٹروں کی مدد سے پورٹ ڈارون پر حملہ کیا۔ مگر انہیں تتر بتر کر دیا گیا۔ ان میں سے سات گرا بھی لئے گئے۔ سات امریکن طیارے بھی کام آئے۔ مگر ان کے تین ہوا باز سلامت ہیں۔

ماسکو ۸ جولائی۔ کرسک کے محاذ پر گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ جرمن فوجیں بیالگراڈ کے علاقہ میں کچھ آگے بڑھیں مگر اوریل کی طرف نہیں۔ کل روسیوں نے پانسو مزید جرمن ٹینک برباد یا بیکار کر دئے۔ گویا تین روز میں ۱۵۰۰ جرمن ٹینک ضائع ہوئے ہیں۔ جرمن دوسرے مورچوں سے بہت سے ہوائی جہاز بھی کرسک لے آئے ہیں۔ کل ان کے ۲۳۹ طیارے برباد کر دئے گئے۔ شنبہ کو ان کے ۱۷۰ طیارے برباد ہوئے تھے۔ فوجی مبصرین کی رائے ہے کہ اگر جرمنوں کے نقصان کی یہی رفتار رہی تو جرمن حملہ کا زور زیادہ سے زیادہ دو تین روز تک اور رہ سکتا ہے۔ جرمنوں کا بیان ہے کہ روسی اب نئی قسم کے ٹینک استعمال کر رہے ہیں۔ روسی اپنی کھوئی ہوئی جگہوں کو دوبارہ حاصل کرنے کیلئے زبردست جوابی حملے کر رہے ہیں۔

لنڈن ۸ جولائی۔ اتحادی طیاروں نے شنبہ کو سسلی پر جو حملہ کیا تھا۔ اسنے جزیرہ کے ہوائی اڈوں کو بہت نقصان پہنچایا۔ چار روز میں ۱۱۰ محوری طیارے برباد ہوئے اور اتحادیوں کو ۳۹ کا نقصان اٹھانا پڑا۔

لنڈن ۸ جولائی۔ فرنچ نیشنل کمیٹی نے جزیرہ مارٹینیق کے لئے ایک گورنر نامزد کر دیا ہے جو وقت آنے پر موجودہ گورنر سے چارج لیگا۔

کراچی ۸ جولائی۔ آج سندھ کیبنٹ نے صوبہ میں شرح لگان پر دوبارہ غور کیا۔ اس کی طرف سے اس بارہ میں تجاویز آئندہ اجلاس میں پیش ہو جائیں گی۔ امید ہے اس سے دو کروڑ آمد بڑھ جائے گی۔

واشنگٹن ۸ جولائی۔ جنرل جیرو نے یہاں پہنچنے کے چند گھنٹے بعد مسٹر روزویلٹ سے وائٹ ہوس میں ملاقات کی۔ جب آپ ایک ہوائی اڈہ پر اترے تو ۱۷ توپوں کی سلامی دی گئی۔

لنڈن ۸ جولائی۔ آج ملک معظم نے بکنگھم پیلس میں سر راما سوامی مدلیار کو جو وائسرائے ہند کے اگزیکٹو کونسل مقرر ہوئے۔ شرف باریابی بخشا۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ رحمت اللہ خان شاکر